# حیاتِ فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا

زبدۃ العلماء مولانا سید آغا مہدی صاحب قبلہ

عصر حاضر میں عورت کی آزادی نے وہ بھیانک صورتیں اختیار کر لی ہے جس کے تصور سے انسانیت لرزہ براندام ہے۔ ایک وقت وہ تھا کہ عورت شوہر کے گھر کی ملکہ اور زینت سمجھی جاتی تھی اور آج وہ شمع محفل ہے اور اس کی حیثیت ذاتی سرمایہ سے تجاوز کر کے مفاد ملی کا مرکز ہو رہی ہے لیکن پردہ کو خیر باد کہہ دینے اور حیاء کو رخصت کرنے کے جو بدنتائج اخبارات کے کالموں میں ہر ہفتہ نظر آتے ہیں اس کو پیشِ نگاہ رکھنے سے نسوانی آزادی کے حامی بھی نفرت حاصل کرتے جا رہے ہیں لیکن اب یہ بڑھتا ہوا سیلاب رک نہیں سکتا اور خود کردہ را چہ علاج کہہ کر اس طبقہ کو مطلق العنان چھوڑ دینے کے بجائے اسلامی آئین کی طرف ایک مرتبہ پھر دعوت دینا ہے۔ مذہب نے عورت کی کیا حیثیت قرار دی تھی؟ حافظانِ دین وملت نے نسوانی حقوق کا معیار مقرر کرنے میں کس قدر عدل پروری سے کام لیا تھا، تدبیر منزل کی کیا صورتیں تجویز کی تھیں، اولاد کی نشو ونما میں ماں کو کیسا مخصوص درجہ دیا تھا، گھر میں رکھ کر عورت کے کیا مشاغل قرار دیئے تھے۔

ان تمام موضوعات پر اگر قلم فرسائی کی جائے تو مستقل کتاب تیار ہو سکتی ہے، اور اس موضوع پر ہمارے اہل قلم نے جو جہاد قلم کیا ہے وہ بخود پسند طبقہ کے انتباہ کے لئے کافی ہے عنوان بالا کے تحت بہتر معلوم ہوتا ہے، کہ فخر کائنات مرسل اعظمؐ کی بہترین زنانِ عالم بیٹی کے مختصر تعلیمات سے اسلامی بہنوں کو آگاہ کیا جائے، تاکہ وہ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی صلاحیت پیدا کریں مجھے غیر مذاہب سے بحث نہیں ہے مگر دنیا کے سارے مخلوق اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ آسیہ اور مریم اور فاطمہ زہراؑ سے بہتر عورت دنیا کے پردہ پر نہ تھی، اول الذکر نے فرعون ایسے دشمن توحید کی رفیقہ حیات بن کر اپنے مسلک اور مقصد کو باقی رکھا اور شوہر کا کفر وعناد دامن عصمت سے دور رہا مملکت غیر میں یاد الٰہی اور عقائد میں ذرہ برابر تبدیلی نہ ہونا اس خاتون کا وہ طرہ امتیاز تھا، جس کو دنیا کے بڑے مستقل مزاج انسان فراموش نہیں کر سکے آسیہ کے ذاتی کمالات توحید باری سے محبت وہ عزت ذاتی تھی جس کو ملحوظ رکھتے ہوئے قدرت کے عمل پر سوال پیدا ہوتا تھا کہ ایسی مجسمہ خیر کو پیکر باطل کے پہلو میں کیوں جگہ دی؟ لیکن یہ سوال دل ودماغ سے اس وقت رخصت ہو جاتا ہے جب موسیٰ بن عمرانؑ کی طفولیت گذرنے کا اس گھر میں قدرتی فیصلہ ہو چکتا ہے مرسلؑ کی تربیت کے لئے اسی آغوش کی ضرورت تھی جو ایمان زا ہو خدا اگر حافظ حقیقی ہے اور وہ شور اور شیریں پانی کو ایک جگہ جاری کرتا ہے اور اختلاط ہونے نہیں دیتا تو ایمان وکفر بھی ہم آغوش نہیں ہو سکتے اور تحفظ کے ذرائع عصمت کو بچا سکتے ہیں آسیہ کے کمالات نے کلیم اللہ کو شرمندہ احسان بنایا اور مریمؑ کی عصمت وطہارت پیش خیمہ تھی کہ ان کی گود میں روح اللہ کی نشو نما ہوگی، آغوش تربیت نے امن وامان کا گہوارہ بن کر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو پرورش کیا لیکن سوء اتفاق تھا کہ دونوں نبی لا ولد قرار پائے موسیٰؑ کا خاندان اور ان کے نام کا بقا ہارون کی نسل سے ہوا۔ اور عیسیٰ نا کتخدا رہے اولاد کا رشتہ باقی رہنے کی کوئی بنیاد نہ تھی آسیہ کی تربیت موسیٰ پر ختم ہوئی اور مریم کی ریاضت عیسیٰ کی فرد فرید ذات تک پہنچ کر رک گئی ہر دو خواتین (آسیہ اور مریم) کے بعد ایک وہ خاتون ہی جو سر چشمہ عصمت وطہارت ہے اور جس کی نسل

کے بقاء کا خدا ذمہ دار ہے۔ إنا اعطیناك الکوثر اس کی طیب وطاہر نسل کے رہتی دنیا تک قائم رہنے کی قرآنی پیشین گوئی ہے۔

حضرت آسیہؑ اور مریمؑ خاتون میں یہ ذاتی خصوصیت نہ تھی جو فاطمہ زہرا صلوٰت اللہ سلام علیہا میں موجود ہے کہ ان کی نسل شام ابد تک باقی رہے گی اور دنیا کا چپہ چپہ سادات سے معمور ہے آسیہ ہوں یا مریم کسی ایک خاتون کو بھی فاطمہ زہراؑ ایسے نہ ماں باپ ملے نہ شوہر ملا نہ فرزند عطا ہوئے لہٰذا فاطمہ زہرا کی ذات اور ان کا ماحول وہ علم پرور حکمت افروز فہم افزا تھا جو دنیا کی کسی عورت کو حاصل نہیں ہوا۔

جب افضلیت ثابت ہے تو تعلیمات کا مکمل ہونا بھی ثابت ہوتا ہے اور اب کسی دلیل و برھان کی ضرورت نہیں رہتی کہ ''سیدہ عالمیاں'' سردار زنانِ جنت ہیں، اور جو طرز زندگی ان کا تھا وہی ہر عورت کے مذہبی نشو و ارتقا کا معیار ہو سکتا ہے اگر عورت کے لئے آزادی کی ضرورت ہے اور اس کے حقوق مرد کے مساوی ہو سکتے ہیں تو اس نظریہ کی حامل معصومہؑ عالم ہو سکتی تھیں لیکن ان کا حجاب میں رہنا اس کی دلیل ہے کہ وہ عورت کے لئے پردہ کو پسند کرتی ہیں۔ اور بے پردہ رہنا ان کی تعلیم نہ تھی تعجب ہے کہ جدید ذہنیت کی عورتیں معصومۂ عالم کے برقعہ پوش ہو کر نکلنے کا سہارا ڈھونڈتے ہیں مگر خاتونِ قیامت کا ایسا برقعہ ہو تو مسلم خاتون کے لئے ہرگز جاذب منظر نہ ہو کر فتنہ وفساد کا پیش خیمہ نہیں ہو سکتا۔

**لما خرجت فاطمه و نظر سلمان فارسی الی الشمله و بکیٰ وقال واحزناه ان قیصر و کسریٰ السندس والحریر وابنة محمد علیها شماته صوف حلقه قد خبطت فی اثنی عشر مکانا بسعت النحل** (نفس الرحمان فضائل سلمان ص ۱۳۲ر) معصومہ کونین دولتسرا سے برآمد ہوئیں تو سلمان نے برقعہ دیکھ کر رونا شروع کیا اور افسوس کرتے ہوئے کہا کہ قیصر و کسریٰ (کے خاندان کی عورتیں) تو ریشمی لباس میں ملبوس ہوں اور محمد مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر کے نقاب میں ۱۲ر مقام پر لیف خرما کے پیوند ہیں۔

واقعہ میں صراحت نہیں ہے کہ سیدہ کس لئے گھر سے برآمد ہوئیں ممکن ہے کہ فدک کے مقدمہ میں برآمد ہونے کی ضرورت پڑی ہو یا کوئی اور وجہ ہو لیکن یہ برآمد ہونا کسی تفریح یا سیر کے لئے ہرگز نہ تھا اگر سیرت سیدہ پر کوئی عورت عمل چاہتی ہے تو کیا وہ اس پوشش کو بھی دل نشین کئے ہے۔

حضرت فاطمہؑ عربی نژاد دختر تھیں اور ان کی مورث اعلیٰ جناب ہاجرہ کا تو ایسا طویل پیراہن ہوتا تھا جو زمین پر کھچتا جاتا تھا اور قبیلہ جرہم کی عورتین ایسا ہی زیر جامہ زیب جسم کرتی تھیں امیر المومنینؑ سے منبر کوفہ پر جو علوم کے بہتے ہوئے چشمہ ظاہر ہوئے اس بحر مدات کا ایک گوہر شاہوار یہ ہے **وسأله عن اول امرأ ة جرت ذیلها قال ها جره لما هربت من ساره**۔ شامی پوچھا کہ وہ عورت جو سب سے پہلے اپنے زیر جامہ کو زمین پر کھینچتی ہوئی چلی کون تھی؟ فرمایا: ہاجرہ تھیں جب سارہ کے تشدد سے وطن سے نکلیں تو انہوں نے راستہ اس شان سے طے کیا کہ زیر جامہ زمین پر خط دے رہا تھا۔ (عیون اخبار رضا)

یہ پردہ کی انتہائی حد ہے جو ہاجرہ کے رویہ سے واضح ہے لیکن اس حقیقت کا انکشاف عام نظروں میں اس وقت ہو سکتا ہے جب وہ سب لباس کا فلسفہ ذہن نشین کریں، واقعہ یہ تھا کہ دنیا میں ایسے ایسے قیافہ شناس تھے کہ جو نقش قدم سے راہ روکا دریافت کرنا جانتے تھے اور پیر کا نشان دیکھ کر پہچانتے تھے کہ کس قبیلہ کا انسان گذرا ہے ہاجرہ کا اپنی رقیب سارہ سے گریز اور جائے قیام کا پردۂ خفا میں رکھنا منظور تھا کہ اس طرح رفتار اختیار کی کہ زمین پر نقش قدم بھی ظاہر نہ ہو یہ لباس عورت کا ابھی نصف صدی سے پہلے تک باقی تھا۔ ملکۂ وکٹوریہ آنجہانی کا ہر فوٹو ایسا ہی لباس ظاہر کرتا ہے اس سے کم از کم یہ ثابت ہے کہ ماضی قریب میں بھی عورت کی پنڈلیوں کی عریانی نہ تھی۔

عورت کے لئے ہمیشہ چادر تھی شعراء عرب کی ایک بیت یاد آ گئی۔ ؎

وَخيَّل مِنْهَا مِرْ طُهَا فَكَمَا ثَّمَا
تَثْنِیْ لَهَا خُوْطٌ وَلَا خَطْنَا خَشْفَ

وہ جب چادر اوڑھ کر برآمد ہوئی تو ایک لچکتی ہوئی شاخ ہماری سامنے تھی اور ہم کو ایک آہو گذرتے نظر آتا تھا (المتنبّی) اس عاشقانہ کلام میں صرف قامت کا ذکر اس لئے ہے کہ چادر نے تمام محاسن کو چھپا لیا تھا اور رفتار کے سوا کسی ادا کی تعریف نہیں کی جاسکی۔

یہ وہ پردہ تھا جو صدیوں سے مسلمانوں میں جاری تھا اور اس کی موجودگی میں نہ ان میں صحت کی خرابی کے جراثیم پیدا ہوتے تھے نہ عصمت فروشی کا جذبہ صنف نازک کے دل میں تھا۔

**روی اسمٰعیل بن زیاد عن جعفر بن محمد عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم لا تنزلو انسائکم الغرف ولا تعلموھن الکتابۃ ولا تعلمومن سورۃ و علموھن المعزل وسورۃ النور۔** مشہور حدیث ہے اور اس کا ترجمہ مادیت کے دور حاضر میں پیش کرنا دقیانوسی گفتگو سمجھا جائے گا یا قدامت پرستی کا الزام عائد ہوگا لیکن یاد رہے۔ محمد مصطفیٰ کا حلال کردہ قانون روز قیامت تک حلال ہے اور جس کو انہوں نے حرام قرار دے دیا وہ صبح محشر تک حرام ہے اس آئین میں رسولؐ خدا نے کتاب الٰہی کے حقوق کا بھی عورتوں کی تعلیم میں آزادانہ فیصلہ کیا ہے اور میں ان الفاظ میں ترجمہ کرتا ہوں:

''اپنی عورتوں کو (بالائے بام) کھڑکیوں میں جانے نہ دو اور ان کو سورہ یوسف کی تفسیر بھی نہ بتاؤ نہ لکھنا سکھنے میں ان کا وقت ضائع کرو۔ اس سب کے بجائے سورہ نور کی تعلیم دو اور ان کو چرخہ سکھاؤ۔''

عورت کو کتابت سے روکنا اگر ایک ناجائز حق تھا جس سے محروم کیا جارہا ہے تو آنکھیں کھول کر دیکھو پیغمبر خدا کے کتاب خدا کے مطالعہ میں بھی ان کے نفسیات کا احترام کیا ہے اور سورہ یوسف تعلیم کرنے سے روکا ہے قصہ یوسف و زلیخا عورت کے لئے افادی حیثیت نہیں رکھتا عورت کی اصلاح سورہ نور کی تعلیم سے ہوتی ہے جس میں عورت کے لئے احکام اور زندگی کے قواعد اطاعت کا جذبہ اور بہتیرے سبق ہیں لیکن سورہ یوسف سے ان کی زندگی نہیں سنواری جاسکتی وہ کلام خدا ہونے کے باوجود ان سے متعلق نہیں ہے تو سنیما کے تہذیب سوز مناظر، فواحشات کے عملِ درس عورت کے لئے سم قاتل ہیں۔

فاطمہ زہراؑ کی بھی تعلیم تھی اور باپ کے قول کے احترام میں تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود خود کسی تحریر میں کاتب نہیں قرار پائیں بلکہ مصحف فاطمہ جو وفاتِ رسولؐ کے بعد چند غیبی خبروں کے پیام الٰہی اور پیشین گوئی کا مجموعہ تھا اس کی کتابت حضرت امیرالمومنینؑ کے دست مبارک سے تھی لیکن ان کی زندگی کا خاص شیوہ چرخہ تھا چرخہ انہوں نے جہیز میں بھی پایا تھا اور ساری دنیا کے صاحبانِ عقل و ہوش فیصلہ کر سکتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ کی دور رس نگاہ نے عورت کے لئے چرخہ کی تجویز کی تھی جب مرد نے چرخہ کی مدد سے حکومت حاصل کر لی تو عورت اس تعلیم پر باقی رہتی تو کیا کچھ اس کے لئے نہ تھا۔

دنیا کی متمدن قومیں تھوڑی دیر کے لئے سوچیں اور سمجھیں کہ نسوانی آزادی نے نوع بشر کو کیسی خاردار زنجیر میں جکڑ دیا ہے یہ آہنی قید و بند جو ظاہری آزادی ہے عورت کی عزت عصمت تدبیر منزل سب ہی کو ختم کئے دیتا ہے سیرت فاطمہؑ کو موجودہ عورت سے دور کا بھی ربط نہیں ہے۔

ماخوذ از شیعہ لاہور سلور جوبلی نمبر ۱۳۷۷ھ صفحہ نمبر ۱۲۰ تا ۱۲۳

❁❁❁